محرم الحرام...... ایک جائزہ

تحریر
محمد رمضان جانباز سلفی۔ فیصل آباد

اسلامی سال نو کا آغاز محرم الحرام کے مہینے سے ہوتا ہے۔ جس طرح کسی مہمان کی آمد پر خوشی و مسرت کے جذبات کا ظاہر ہونا قدرتی امر ہے۔ بالکل اسی طرح "بیت الحیات" میں بھی نئے سال کا آنا متبرک اور خوش کن متصور ہوتا ہے ۔ لیکن خوشیوں کے اظہار میں بیشتر باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ نیا سال تو غیر مسلم اقوام بھی "HAPPY NEW YEAR" کے نام سے مناتی ہیں۔ لیکن ہم چونکہ ایک مسلمان قوم ہیں اس لئے ہمیں ایسی تقریبات زیب نہیں دیتیں۔ ہمیں تو اسلامی سال کا آغاز بڑے ہی مہذب و مقدس انداز اور عزت و احترام کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں خیر و برکات کی دعاؤں سے کرنا چاہیے۔

اسلامی یا شمسی سال کی آمد پر یہ رقص و سرور ہمیں اس لئے زیب نہیں دیتے کہ درحقیقت ہماری زندگی سے ایک سال کم ہوگیا ہوتا ہے۔ لہذا وہ شخص جو موت کے اور نزدیک ہو جائے کیا وہ کبھی کھیل کود اور شورو غوغا کے متعلق سوچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس موقع پر ہمیں شاداں و فرحاں ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی فکر کرنا چاہیے کہ ہماری عمر کا توازن بگڑتا جا رہا ہے۔ اب ہمیں آخرت کیلئے کچھ نہ کچھ فکر کرنا ہے۔ علاوہ ازیں گزرے ہوئے سال کا جائزہ بھی لینا چاہیے کہ اس میں ہم نے کتنی کوتاہیاں کی ہیں۔ یعنی آئینہ ماضی میں جھانک کر مستقبل کے لئے بہترین لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیے اور ساتھ ساتھ یہ عہد بھی کیا جائے کہ سابقہ غلطیوں کا حتی المقدور ازالہ کیا جائے گا اور آئندہ نیکیوں کی جستجو میں جوش و خروش سے حصہ لیا جائے گا۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں یہ سب کچھ نہیں ہوتا بلکہ محرم کے "طلوع قمر" کے ساتھ ہی مخصوص لوگوں کے ہاں محفل سوگ بپا ہو جاتی ہے جس کا حلقہ اثر کم و بیش چالیس دنوں تک پھیلا

ہوا ہوتا ہے۔ ان محافل میں جو کچھ کہا، سنا اور کیا جاتا ہے وہ ایک الگ داستان ہے۔ ان ہی سرگرمیوں میں ہمارے ایک اور مہرباں بھی بہت سرگرم ہو جاتے ہیں۔ "تشنہ تقلید" میں یہ محترم بھی تعزیہ لئے بازاروں میں آجاتے ہیں۔

ع.... ہم نے تو دل جلا کے سرعام رکھ دیا

آغاز محرم کے ساتھ ہی حضرت حسینؓ کے نام کی پانی کی سبیلیں لگ جاتی ہیں۔ مٹی کی کچی ٹھوٹھیوں میں چائے، چاول، حلوہ، کھیر اور سویاں وغیرہ بھر کر "ختم شریف" دلا کر تقسیم کی جاتی ہیں۔ بازاروں میں سڑکوں کے کنارے کھڑے ہو کر "رسہ کشی" کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کو روک کر "ختم حسینؓ" کے لئے روپے اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی بے چارہ انکار کر دے تو اس پر "تہمت وہابی" عائد کر دی جاتی ہے۔ یہ معاملہ تو شہری حدود تک رہتا ہے لیکن "جشن بہاراں مع چراغاں" تو قبرستان میں ہوتا ہے۔ بالخصوص دس محرم کو تو قبرستان لگتا ہی نہیں بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی "مینا بازار" کا انعقاد کیا گیا ہو۔ "مسلمان" خواتین بڑے اہتمام کے ساتھ بن سنور کر، زیب و آرائش کے گیت گاتے ہوئے قبروں پر مٹی ڈالنے اور ان کی ٹیپ ٹاپ کیلئے جاتی ہیں۔ حیرت ہے کہ ان کے پیچھے کچھ منچلے، کچھ دل جلے نوجوان بھی جاتے ہوئے پائے جاتے ہیں اور شائد پھر وہ سب کچھ ہوتا ہے جس کی خواہش سب سے زیادہ شیطان کو ہوتی ہے گویا.....

ع.... خوب بجھتی ہے دلوں کی پیاس ایسے دور میں

یہ بات حقیقت بن کر سامنے آ چکی ہے کہ محرم کی آمد کے ساتھ ہی بدعات و خرافات کا بازار سا لگ جاتا ہے اور ہر طرح سے جانے انجانے اس کے تقدس کو پامال کیا جاتا ہے۔ اگر مجالس بپا کی جاتی ہیں تو وہاں بھی فقط فرضی قصوں کا راج ہوتا ہے، حالانکہ کوئی بتانے والا نہیں بتاتا کہ ہجرت رسولؐ سے جس میں ہجرت کا آغاز ہوتا ہے اس آغاز میں کون سی داستان پنہاں ہے؟ اس کی اہمیت کیا ہے؟ آخر حضرت عمرؓ نے محرم ہی سے اسلامی سال کا آغاز کیوں فرمایا؟ کیا یہ صورت حال المناک نہیں کہ نوجوان نسل انگریزی مہینوں کے نام تو فرفر لیتی ہے، لیکن اسلامی سال کے مہینوں کے ناموں کا اسے پتہ ہی نہیں ہے۔ ہاں اگر

کچھ پتہ ہے تو صرف اتنا کہ جس میں حلوہ پکتا ہے وہ شب برات کا مہینہ ہے، جس میں روزے رکھے جائیں وہ ماہ رمضان ہے، جس میں حج اور قربانی کی جائے وہ ذی الحجہ ہے، جس مہینے میں لوگ ماتم کریں، قبروں کی "مرمت" کریں اور "ختم" پر زور رکھیں وہ محرم الحرام ہے اور جس مہینے میں "علماء" منبر کی بجائے گھوڑوں، گدھوں اور ٹٹوؤں پر نظر آئیں وہ ربیع الاول کہلاتا ہے۔ غرض اگر چند ناموں سے شناسائی بھی ہے تو وہ بھی بدعات کی محتاج ہے۔ جبکہ اس بات کا طشت از بام ہونا از حد ضروری ہے کہ محرم الحرام ہی وہ مقدس و محترم مہینہ ہے کہ جس میں آنحضرت ﷺ نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنے محبوب شہر مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ یہ تاریخ اسلام کا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ اطاعت ربانی کی وہ اعلیٰ مثال ہے کہ جس کا دہرایا جانا ممکن نہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت عمرؓ نے اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم سے فرمایا۔ عام حلقوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ محرم کی فضیلت و عظمت اور حرمت کا تعلق حضرت حسینؓ کی شہادت سے ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کا المناک اور ناقابل تلافی واقعہ اسی مہینے میں ہوا لیکن حقیقت یہ ہے کہ "محرم" شہادت حسینؓ سے پہلے ہی افضل و اعلیٰ اور حرمت والا تھا کیونکہ ارشاد ربانی ہے..... **ان عدة الشهور عندالله اثنا عشر شهرا فی کتاب الله یوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم** (التوبہ ۳۶) اللہ تعالیٰ نے جس دن سے یہ کائنات تخلیق کی ہے اسی دن سے کتاب اللہ میں مہینوں کی تعداد بارہ رکھی ہے جس میں چار بے حد حرمت والے ہیں۔ اور ان حرمت والے مہینوں کے نام بزبان رسالت مآب ﷺ یہ ہیں، محرم، رجب، ذیقعد، ذوالحجہ۔ (تفسیر الباری شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۴۷۷)

معلوم ہوا کہ ماہ محرم کی حرمت روز اول سے مسلم ہے نہ کہ شہادت حسینؓ کی وجہ سے۔ مگر کچھ دوستوں کے ہاں شہادت حسینؓ کے سبب محرم کے مہینے میں خصوصیت کے ساتھ سیاہ کپڑے پہنے جاتے ہیں، سوگ کی محافل بپا کی جاتی ہیں، شادی بیاہ جیسی "عبادات

و معاملات" کی ممانعت کر دی جاتی ہے اور مرثیہ خوانی کو فروغ دیا جاتا ہے۔ ایسی حرکات اگر شیعہ دوستوں سے سرزد ہوں تو بات پھر بھی کچھ سمجھ میں آتی ہے لیکن عجیب مسئلہ ہے کہ ہمارے "اہلسنت والجماعت" بالخصوص بریلوی دوست "اٹوانٹی کھٹوانٹی" لئے پڑے رہتے ہیں۔ بریلوی دوستوں پر حقیقت آشکارہ کرنے کے لئے ہم چند حوالے سپرد قلم کر رہے ہیں۔ صرف اس لئے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکیں اور ہمارے لئے یہی بات نجات کا باعث بن جائے۔ آمین یا رب العالمین

امام "اہل سنت" حضرت بریلوی سے پوچھا گیا کہ ...... کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلے میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کو جانا اور مرثیہ سننا' ان کی نیاز کی چیز لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے' کھانا جائز ہے یا نہیں؟ محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے۔ ان کی نیاز' نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی تو ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت ہے۔ محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیان لیام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۲۶)

مزید پوچھا گیا کہ .... کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں:

...... بعض اہل سنت و جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں۔ کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ O ان دس دنوں میں کپڑے نہیں اتارتے۔ O ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔

الجواب:۔ تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۲۷)

میت پر شرعی لحاظ سے سوگ تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ سوائے اس عورت

کے جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ چار ماہ دس دن سوگ میں رہے۔ جبکہ شہداء کربلا کو تو چودہ صدیاں گزر گئیں ہیں۔

بریلوی دوست محرم الحرام میں نکاح کرنا بہت برا تصور کرتے ہیں جبکہ حضرت بریلوی سے پوچھا گیا کیا محرم اور صفر میں نکاح کرنا منع ہے؟

ارشاد ... نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۶۰)

مرثیہ خوانی کی مجالس کا تعلق اگرچہ براہ راست شیعہ حضرات سے ہے لیکن مشاہدہ ہے کہ بریلوی دوست بھی کثرت سے ان محافل میں شرکت کرتے اور صحابہ کرام پر طعن و تشنیع سے لبریز ان خرافات کو سنتے ہیں۔ یقیناً اس سے نہ صرف یہ کہ انسان کا ایمان کمزور ہوتا ہے بلکہ اس سے حریفوں کو بھی تقویت ملتی ہے۔ تبرا بازی کے متعلق تو نبی علیہ السلام نے فرمایا..... میرے اصحاب ؓ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ڈرو' (تین بار فرمایا) ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنانا اور نہ ہی ان کی برائی بیان کرنا' جو ان کو دوست رکھے گا تو سمجھے کہ اس نے مجھے دوست رکھا اور جو ان سے دشمنی کرتا ہے تو گویا مجھ سے دشمنی کرتا ہے۔ (ترمذی)

جبکہ مرثیہ خوانی کے متعلق روایت ہے کہ ..... "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المراثي" رسول اللہ ﷺ نے مرثیہ خوانی سے منع فرمایا۔ (ابن ماجہ مترجم جلد اول صفحہ ۷۵۹)

اور مرثیہ خوانی کی مجالس میں شرکت کے متعلق ہم احمد رضا بریلوی صاحب کا فتویٰ بھی پیش کئے دیتے ہیں۔

مسئلہ :- محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت جائز ہے یا ناجائز؟

جواب :- ناجائز ہے وہ مناہی و منکرات سے پر ہوتے ہیں۔ (عرفان شریعت حصہ اول صفحہ ۱۶)

حضرت بریلوی صاحب کی ایک مستقل تصنیف "رسالہ تعزیہ داری" کے نام سے

ہے جو کئی بار چھپ چکی ہے۔ اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ پر حسب ذیل سوال و جواب مذکور ہیں۔

سوال :۔ تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا' عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بنیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا کیا گناہ ہے؟

الجواب :۔ افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ و ممنوع و ناجائز ہیں۔ اور صفحہ نمبر۱۱ پر لکھتے ہیں۔ تعزیہ پر چڑھا ہوا کھانا نہ کھانا چاہیے اگر نیاز چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دیں تو بھی اس کے کھانے سے احتراز کریں۔

اور تعزیہ دیکھنے کے متعلق حضرت بریلوی کا ارشاد ہے کہ ... تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض و روگردانی کریں اس کی طرف دیکھنا ہی نہ چاہیے۔ (عرفان شریعت حصہ اول صفحہ ۱۵)

عاشورہ محرم میں ایک رسم یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ مرد و عورت' بچے اور بوڑھے اس کے علاوہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں قافلہ در قافلہ قبروں کی لیپا پوچی کے لئے قبرستان جاتے ہین اور پھر وہاں ہر وہ کام کرتے ہیں جس کی نبی علیہ السلام نے ممانعت کی ہے۔ مثال کے طور پر قبر کو پختہ کرنا' اس پر چراغاں کرنا' اس پر نماز پڑھنا' کھانا تقسیم کرنا وغیرہ وغیرہ۔ قبروں کی زیارت کرنا چاہئے اس کی ممانعت نہیں ہے کیونکہ نبی علیہ السلام کا فرمان ذیشان ہے کہ "فزوروا القبور فانها تذکر بالموت" قبروں کی زیارت کیا کرو اس سے موت یاد آتی ہے۔ (ابو داؤد مترجم جلد دوئم صفحہ ۶۲۹)

موت تو تبھی یاد آئے گی جب قبرستان میں ویرانی و وحشت کا سماں ہو گا اور قبریں کچی اور بوسیدہ ہوں گی جس سے دنیا کی بے ثباتی کا یقین پیدا ہو اور اگر جا بجا سنگ مرمر لگی قبریں ہوں' ان پر بجلی کے فانوس و قمقمے جل رہے ہوں۔ قبر پر خوبصورت ریشمی غلاف پڑا ہوا ہو جس سے سارا ماحول ہی "رنگین" ہو رہا ہو تو ایسی قبر دیکھ کر موت تو کیا یاد آئے گی البتہ زندگی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ضرور مل جائے گا۔ اور پھر عورتوں کو تو قبرستان جانے کی ویسے بھی ممانعت ہے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ "لعن

رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور و المتخذين عليها المساجد والسرج" (ابو داؤد مترجم جلد ۲ صفحہ ۶۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی قبرستان کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو مسجد (نماز کی جگہ) بنانے والوں پر اور ان پر چراغ جلانے والوں پر۔

اور عورتوں کے قبرستان جانے کے متعلق احمد رضا بریلوی صاحب فرماتے ہیں۔.....

"ویستحب زیارة القبور للرجال و تکره للنساء" اور زیارت قبور مردوں کے لئے مستحب اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔ یعنی کفایہ شعبی پھر تاتار خانیہ میں ہے کہ امام قاضی سے سوال ہوا کیا عورتوں کا قبرستان کو جانا جائز ہے۔ فرمایا ایسی بات میں جائز و ناجائز نہیں پوچھتے! یہ پوچھو کہ اگر جائے گی تو اس پر کتنی لعنت ہوگی۔ خبردار! جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے تو سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے۔ اور جب پلٹتی ہے تو اللہ کی لعنت کے ساتھ پھرتی ہے۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۸۲)

قبروں کو اونچا بنانے کے متعلق حضرت بریلوی سے پوچھا گیا... قبروں کو اونچا بنانا کیسا ہے؟

ارشاد ...... خلاف سنت ہے۔ میرے والد صاحب اور والدہ ماجدہ' میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوئم صفحہ ۳۴۳)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ .... بلندی قبر میں حد شرح ایک بالشت ہے۔ (شفاء الوالہ صفحہ ۱۰)

اس مسئلہ میں ایک مقام پر حضرت بریلوی ان الفاظ میں فتویٰ دیتے ہیں کہ .... قبر کے اوپر چنائی کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اس کی طرف نماز میں منہ کرنا سب منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا ہے۔ (الذبدة الزکیہ صفحہ ۶۵)

یہ وہ چند ایک بدعات تھیں جو محرم الحرام کے مقدس مہینے میں ظاہر ہوتی ہیں ہم نے سرسری طور پر ان کا جائزہ لیا ہے وگرنہ یہ موضوع تو ایک مفصل نشست کا طالب تھا۔ ان بدعات سے آشنائی کے بعد آیئے اب ہم ذرا محرم الحرام کی فضیلت کو دیکھتے ہیں تاکہ مکمل خاکہ ذہن نشین ہو سکے۔

عظمت محرم:۔ کے بارے میں ہم ایک آیت کریمہ پہلے درج کر آئے ہیں۔ اب آیئے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے اس کی عزت و توقیر کا چرچہ سنتے ہیں۔ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں ہے کہ ..... نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا "ای الصیام افضل بعد شهر رمضان؟" رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل کون سے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا "شهر الله الذی تدعونه المحرم" اللہ کے اس مہینے کے جسے تم محرم کہتے ہو (بحوالہ ابن ماجہ اردو جلد اول صفحہ ۸۵۹) یوم عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ بھی بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ اس کے بارے میں مسلم، ابن ماجہ اور مسند احمد میں ارشاد نبویؐ ہے کہ: "احتسب عندالله ان یکفر السنة" میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ یوم عاشورہ کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ (مشکوۃ بتحقیق الالبانی ۲۰۴۴، ابن ماجہ مترجم جلد اول صفحہ ۸۵۷ واللفظ لاحمد)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا "ماهذا الیوم الذی تصومونه" تم لوگ اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ مبارک دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو ان کے دشمن (فرعون اور اس کے لشکر) سے نجات دلائی تھی۔ اس پر بطور شکریہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا۔ لہٰذا ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا "انا احق بموسی علیه السلام" حضرت موسیٰ پر (بحیثیت نبی) میرا حق تم سے زیادہ ہے۔ (مشکوۃ ابن ماجہ، ابو داؤد)

پھر آپؐ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی رکھنے کو کہا لیکن یہود کی مشابہت ختم کرنے کیلئے یوم عاشورہ سے ایک دن قبل روزہ رکھنا بھی مسنون ہے۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ

ہے کہ ...... "لئن بقیت الی قابل لا صومن الیوم التاسع" اگر میں اگلے برس زندہ رہا تو نویں محرم کا روزہ بھی رکھوں گا۔ (صحیح مسلم ابو داؤد، مسند احمد)

اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "فلم یات العام المقبل حتی تو فی رسول اللّٰہ ﷺ" پھر اگلا سال آنے سے پہلے ہی نبی علیہ السلام وفات پاگئے۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۳۶)

بہر حال آپ ؑ نے اس کی خواہش فرمائی تھی اس لئے یہ امر عین سنت ہے۔ علاوہ ازیں مصنف عبدالرزاق اور بیہقی میں بھی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا یہ قول موجود ہے کہ ..... "صوموا التاسع والعاشر وخالفوا الیہود" نو اور دس محرم کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو۔

اس طرح کی روایات بھی ملتی ہیں کہ یوم عاشورہ کے روزے کی فرضیت رمضان کی فرضیت سے پہلے تھی پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا جس کا جی چاہے دس محرم کو روزہ رکھے جس کا نہ چاہے وہ نہ رکھے۔ الغرض ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ محرم میں بجائے رونے پیٹنے، تعزیہ بنانے، سبیلیں لگانے، مرثیہ گانے اور دیگر خرافات کو اپنانے سے، سنت پر عمل پیرا ہونا حد درجہ بہتر ہے۔

ہم نے مختصر سا خاکہ کہ جو ہنوز تشنہ ہے قارئین کے سامنے پیش کیا ہے تاکہ صحیح حالات سے آگاہی ہو سکے اور بدعات و خرافات سے دامن بچ سکے۔ آخر میں ہم اہلسنت دوستوں سے اتنا ضرور عرض کریں گے کہ خدارا خود ساختہ بدعات و خرافات کو چھوڑ کر، صراط مستقیم کی راہ اپناؤ جو کہ صرف کتاب و سنت سے حاصل ہوتی ہے اسی میں فلاح و کامیابی ہے۔

وما علیہ الا البلاغ المبین"